جلد ۳۴ | ۵ ماہ شہادت ۱۳۲۵ ہش | ۲ جمادی الاول ۱۳۶۵ ھ | ۵ اپریل ۱۹۴۶ء | نمبر ۸۱

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ ماہ شہادت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۹ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی عام طبیعت اچھی ہے۔ آج سر درد کا دورہ رہا۔ مگر اس وقت خدا تعالےٰ کے فضل سے آرام ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کے جسم میں درد کی تکلیف ہے کھانسی اور نزلہ کی بھی شکایت ہے احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

کل نصف رات کے قریب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے دوسرے پاؤں میں بھی درد نقرس کا دورہ ہو گیا۔ اور آج دوپہر تک شدید درد رہا۔ جس کے ساتھ کرب بھی تھا۔ اور بخار بھی اب نسبتاً افاقہ ہے۔ احباب مکمل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو اپریشن کے بعض عوارض ابھی تک تکلیف دے رہے ہیں۔ اور کمزوری بہت ہے مگر صحت میں روز افزوں ترقی ہے۔ مکمل صحت کے لئے دعا کی جائے۔

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کے ہاں دوسرا نواسہ پیدا ہوا جو خواجہ مسعود احمد صاحب بی اے اڈنینس افسر

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام نے تعدد ازواج کی بے اعتدالیوں کو گھٹا کر انسانی تمدن کی ضرورتوں تک جائز رکھا

"عرب میں صدہا بیبیوں تک نکاح کر لیتے تھے۔ اور پھر ان کے درمیان اعتدال بھی ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ ایک مصیبت میں عورتیں پڑی ہوئی تھیں۔ جیسا کہ اسکا ذکر جیان ڈیون پورٹ اور دوسرے بہت سے انگریزوں نے بھی لکھا ہے۔ قرآن کریم نے ان صدہا نکاحوں کے عدد کو گھٹا کر چار تک پہنچا دیا۔ بلکہ اسکے ساتھ یہ بھی کہہ دیا۔ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃً۔ یعنی اگر تم ان میں اعتدال نہ رکھو۔ تو پھر ایک ہی رکھو۔ پس اگر کوئی قرآن کے زمانہ پر ایک نظر ڈالکر دیکھے۔ کہ دنیا میں تعدد ازواج کس افراط تک پہنچ گیا تھا۔ اور کیسی بے اعتدالیوں سے عورتوں کے ساتھ برتاؤ ہوتا تھا۔ تو اسے اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ قرآن نے دنیا پر یہ احسان کیا۔ کہ ان تمام بے اعتدالیوں کو موقوف کر دیا۔ لیکن چونکہ قانون قدرت ایسا ہی پڑا ہے۔ کہ بعض اوقات انسان کو اولاد کی خواہش اور بیوی کے عقیمہ ہونے کے سبب سے یا بیوی کے دائمی بیمار ہونے کی وجہ سے یا بیوی کی ایسی بیماری کے عارضہ سے جس میں مباشرت ہرگز ناممکن ہے۔ جیسی بعض صورتیں خروج رحم کی بن میں چھونے کے ساتھ ہی عورت کی جان نکلتی ہے۔ اور کبھی دس دس سال ایسی بیماریاں رہتی ہیں۔ اور یا بیوی کا زمانہ پیری جلد آنے سے یا اس کے جلد جلد حملدار ہونے کے باعث سے فطرتاً دوسری بیوی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے اس قدر تعدد کے لئے جواز کا حکم دے دیا۔ اور ساتھ اس کے اعتدال کی شرط لگا دی سو یہ انسان کی حالت پر رحم ہے تا وہ اپنی فطری ضرورتوں کے پیش آنے کے وقت الٰہی حکمت کے تدارک سے محروم نہ رہے۔ جن کو اس بات کا علم نہیں۔ کہ عرب کے باشندے قرآن شریف سے پہلے کثرت ازواج میں کس بے اعتدالی تک پہنچے ہوئے تھے۔ ایسے بیوقوف ضرور کثرت ازدواجی کا الزام اسلام پر لگائینگے۔ مگر تاریخ کے جاننے والے اس بات کا اقرار کرینگے۔ کہ قرآن نے ان رسموں کو گھٹایا ہے نہ کہ بڑھایا۔ پس جس نے تعدد ازدواج کی رسم کو گھٹایا اور نہایت ہی کم کر دیا۔ اور صرف اس اندازہ پر جواز کے طور پر رہنے دیا۔ جس کو انسان کی تمدن کی ضرورتیں بھی چاہتی ہیں۔ کیا اسکو کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس نے شہوت رانی کی تعلیم سکھائی ہے۔"

(آریہ دھرم صفحہ ۴۴-۴۵)

ایڈیٹر: غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مؤرخہ ۲ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ مطابق ۵ ماہ شہادت ۱۳۲۵ھ ش

زندہ رسول اور زندہ نبی

(از ایڈیٹر)

"الفضل" کے ایک گزشتہ پرچہ میں "نبی کی ضرورت" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا گیا تھا۔ جس میں اخبار "زمزم" کے بیانات سے ثابت کیا تھا کہ موجودہ زمانہ میں بعثت نبی کی ضرورت ہے۔ بلکہ پہلے زمانوں سے زیادہ ضرورت ہے۔ "زمزم" نے انبیاء کی ضرورت یہ بیان کی تھی۔ کہ "خداتعالیٰ ان پر اپنے آپ کو اپنی صفات کے ذریعہ ظاہر کرے۔ اور یہ بتائے کہ انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ اور اس کے حصول کے لئے انسان کو کیا کرنا چاہیئے۔" اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ موجودہ زمانہ میں خداتعالیٰ کا اپنی صفات کے ذریعہ ظہور نہایت ہی ضروری ہے اور ایسے انسان کی بعثت کی نہایت ہی شدید ضرورت۔ جو خداتعالیٰ سے علم پاکر انسانوں کو یہ بتائے۔ کہ انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ اور اس کے حصول کے لئے انسان کو کیا کرنا چاہیئے۔

اس کے جواب میں "زمزم" میں ہی "مہتمم مرکز تنظیم اہل سنت" کے نقاب پوش نے "بھوکے الفضل کی بے تابی کے بے ڈھنگے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ حالانکہ بھوکا "الفضل" نہیں جو موجودہ زمانہ کے مامور اور مرسل کے ذریعہ روحانی برکات اور انعامات سے مالا مال ہے۔ بلکہ بھوکے وہ لوگ ہیں جو اپنی حالت زار سے مجبور ہو کر ادہر ادہر مارے مارے پھر رہے ہے۔ ضلالت اور گمراہی میں بھٹک رہے ہے۔ اور اسلام سے بے بہرہ ہوتے پر وہ پیٹ رہے ہیں۔ مگر کوئی ان کا دست گیر ان نہیں۔ اور انہیں کہیں سے روحانی کھانے کا ایک لقمہ اور روحانی پانی کا ایک گھونٹ نہیں مل رہا۔

علاوہ ازیں خود اس چھوٹے سے مضمون سے بھی ظاہر ہے۔ کہ ان لوگوں کی حالت کس قدر گر چکی ہے۔ جو موجودہ زمانہ کے مامور اور مرسل کے منکر اور نبی کی بعثت کے مخالف ہیں۔ "زمزم" خود چند سطور مجبوراً "ضرورت نبوت" پر شائع کرتا ہے۔ لیکن جب انہی سطور سے موجودہ زمانہ میں نبی کی ضرورت ثابت کی جاتی ہے تو "زمزم" میں ہی اس کا انکار کرتے ہوئے نہ صرف ہمارے استدلالی الفاظ میں کتر بیونت کر کے ان کا مفہوم بالکل بگاڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بلکہ "زمزم" کے الفاظ بھی پوری طرح نقل نہیں کئے جاتے اور ان میں کاٹ چھانٹ کر کے ان بدقسمت لوگوں کے ساتھ پوری پوری مشابہت اختیار کر لی جاتی ہے۔ جن کی ایک خصلت خداتعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ اس طرح یہود کے ساتھ مشابہت حاصل کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کی صداقت تو ثابت کر دی۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ جب وہ یہود کی پوری پوری مماثلت اختیار کر لیں گے۔ لیکن یہ ماننا گوارا نہیں۔ کہ خداتعالیٰ نے اس زمانہ میں مسلمانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے مثیل مسیح مبعوث فرمایا ہے۔

اس مضمون کی بے سروپا باتوں میں سے ایک بات قابل جواب ہے۔ گو وہ بھی جہالت اور کم عقلی کے کانٹوں میں الجھی ہوئی ہے۔ کہ "اگر آج واقعی نبی کی ضرورت ہے۔ اور موجودہ زمانہ نبی کی بعثت کا بے حد محتاج ہے۔ اور مرزا صاحب بیچارے دنیا میں موجود نہیں ہیں اور گزشتہ انبیاء پر دنیا کا ایمان لانا ناممکن اور محال ہے"۔ تو پھر کسی ایسے مدعی نبوت کو ماننا چاہیئے۔ جو زندہ ہو۔

اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ نبوت کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کا جی چاہے، اس کا مدعی ہو کر کھڑا ہو جائے۔ اور اسے مان لیا جائے۔ بلکہ یہ ایک بہت بڑی روحانی نعمت ہے۔ جو خداتعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ اور خداتعالیٰ اس کی صداقت کے نشانات بھی ساتھ ہی ظاہر کرتا ہے۔ گویا بالفاظ "زمزم" خداتعالیٰ اس پر اپنے آپ کو اپنی صفات کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوا کوئی اور ایسا مدعی ہے تو اسے پیش کیا جائے۔ باقی رہا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انبیاء ہمیشہ بیج بونے یعنی ایسی ایک جماعت قائم کرنے کے لئے آتے ہیں۔ جو ان کی تعلیم کو پھیلائے۔ اور دوسروں تک پہنچائے۔ اور جب تک ایسی جماعت قائم رہتی ہے۔ وہ نبی زندہ ہوتا ہے۔ چونکہ خداتعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت موجود ہے جو آپ کی تعلیم کو اکناف عالم میں پہنچا رہی ہے۔ اس لئے نہ صرف آپ زندہ رسول ہیں۔ بلکہ آپ کے آقا اور مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زندہ نبی ہیں۔ کیونکہ آپ سے ہی فیض پاکر اور آپ کی ہی غلامی کے صدقے اور آپ ہی کی امت کی اصلاح کیلئے حضرت مسیح موعود کو خلعت نبوت حاصل ہوئی۔

عام مسلمان نہ صرف خود روحانی اور مذہبی لحاظ سے مردہ ہو گئے۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی زندہ نبی ثابت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ آپ کے فیوض اور برکات سے نہ خود فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور نہ دوسروں تک پہنچا رہے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ ہونا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کے ذریعہ ثابت ہو رہا ہے۔ جو دنیا کے کونے کونے میں آپ کے برکات اور انوار پہنچا رہی اور ہر جگہ ایسے انسان پیدا کر رہی ہے۔ جو آپ پر اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود پڑھتے ہیں۔ کاش مسلمان غور کریں۔

ایجنڈا مجلس مشاورت

جملہ جماعتہائے احمدیہ اندرون ہند کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ دفتر سے آئندہ مجلس مشاورت میں پیش ہونے والی تجاویز کا ایجنڈا تمام جماعتوں کو بھجوا دیا گیا ہے۔ اگر کسی جماعت کو نہ ملا ہو۔ تو مہربانی فرما کر دفتر کو اطلاع دیں۔ تا دوبارہ بھجوا دیا جائے۔

سیکرٹری مجلس مشاورت

لجنات اماء اللہ آرا بھجوائیں

مجلس مشاورت میں جو امور اظہار رائے کے لئے پیش ہونے والے ہیں۔ ان کے متعلق لجنات اماء اللہ کی آراء بھی حاصل کی جاتی ہیں۔ جو باقاعدہ اجلاس مجلس مشاورت میں متعلقہ امور زیر غور آنے پر پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ اس لئے جملہ لجنات اماء اللہ سے گزارش ہے۔ کہ وہ امور مندرجہ ایجنڈا مشاورت کے بارہ میں اپنی آراء تحریری مجھے بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ ایجنڈا جیسا کہ جملہ جماعتوں کو بھجوایا گیا ہے۔ لجنات کو بھی بھجوایا جا رہا ہے۔ (سیکرٹری مجلس مشاورت)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے لئے مینیجر الفضل کو مخاطب کیا جائے ــــــ نہ کہ ایڈیٹر کو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر قرآن مجید میں

—(۱)—

ثم ننجی رسلنا والذین اٰمنوا کذالک حقاً علینا ننج المؤمنین (یونس ع ۱۰) پھر جب وہ عذاب آئیگا۔ تو اس وقت ہم اپنے رسولوں اور جو لوگ ان پر ایمان لائے ہیں۔ ان کو بچالیں گے۔ اسی طرح ہمارے ذمہ خود اپنا قائم کیا ہوا ایک حق ہے۔ ہم مومنوں کو ضرور بچا لیا کرتے ہیں۔

"اس (آیت میں) اس طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ اس امت میں آئندہ بھی رسول آئیں گے۔ اور وہ ہونگے بھی امتی کیونکہ حقاً علینا ننج المؤمنین میں رسولوں کی جگہ مومنوں کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اور اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ وہ لوگ ایک لحاظ سے رسول ہوں گے۔ اور دوسرے لحاظ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مومن اور امتی"۔ (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۱۳۴)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو مسلمانوں نے جب ترک کر دیا۔ اپنی اپنی رائے پر عمل کرنے لگے۔ آپ کی لائی ہوئی تعلیم کے مغز اور اس کی روح کی طرف کوئی توجہ نہ رہی۔ تو اللہ تعالے نے مسلمانوں کو پھر حقیقی مسلمان بنانے کے لئے اپنا ایک مامور بھیجا۔ جو ایک لحاظ سے نبی ہے۔ اور ایک لحاظ سے امتی۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی جنہوں نے اعلان فرمایا۔

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا۔ اور آپ کی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے۔ تو پھر بھی میں یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

"صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طور سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

—(۲)—

افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتٰب موسیٰ اماماً ورحمۃ (ھود ع ۲) پس کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر قائم ہے۔ اور اس کی صداقت کا ایک گواہ اس یعنی خداوند تعالے کی طرف سے آکر اس کی پیروی کرے گا۔ اور اس سے پہلے موسےٰ کی کتاب تھی۔ جو لوگوں کے لئے امام اور رحمت تھی۔ ایک جھوٹے مدعی جیسا ہو سکتا ہے۔ اس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت جب لوگوں کے قلوب سے مٹ چکی ہوگی۔ تو اس وقت ایک مامور کا نزول ہوگا۔ جو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی گواہی دیگا۔ عین اس زمانہ میں جبکہ غیر تو غیر مسلمان بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مونہہ پھیر رہے تھے خدا تعالےٰ نے اپنا مامور بھیجا۔ جس نے فرمایا۔

"اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی بہت توہین کی گئی اس لئے خدا کی غیرت نے جوش مارا۔ اور سب گزشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اس نے مسیح موعود کرکے بھیجا۔ تاکہ میں اس کی نبوت کے لئے تمام دنیا میں گواہی دوں"۔ (اشتہار ۲۰ مارچ ۱۹۰۶ء)

—(۳)—

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا (ابراہیم ع ۴)

اے مخاطب کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کس طرح ایک پاک کلام کی حالت کو جو ایک پاک درخت کی طرح ہے۔ اور جس کی جڑ مضبوطی کے ساتھ قائم ہے۔ اور اس کی ہر ایک شاخ آسمان کی بلندی میں پہونچی ہوئی ہے کھولکر بیان کیا ہے۔ وہ ہر وقت اپنے رب کے اذن سے اپنا تازہ پھل دیتا ہے۔ "شجرۂ طیبہ ہر آن پھل دیتا ہے۔ اس علامت کے ماتحت کلام الٰہی کی ایک تو یہ خصوصیت معلوم ہوتی ہے کہ وہ اعلےٰ سے اعلےٰ پھل دیتا ہے یعنی اس میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں۔ جو اس کی اعلےٰ تعلیم کے مظہر ہوں۔ اس لئے توتی الا کل نہیں فرمایا۔ بلکہ اکلھا فرمایا۔ یعنی درخت کی طرف ضمیر پھیر کر اس کی خوبیوں کی طرف اشارہ کیا۔ کہ وہ پھل اپنے اندر درخت والی خوبیاں رکھتے ہوں۔ جو خواص اس درخت میں ہوں۔ وہی ان پھلوں میں ہوں۔ وہ طیب بھی ہوں وہ مضبوط جڑھ پیدا کرنے کی طاقت بھی رکھتے ہوں۔ اور آسمان میں پھیل جانے کی طاقت بھی۔ یہ خاصیت بھی قرآن کریم میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ اس وقت صرف اس میں پائی جاتی ہے۔ یعنی اس پر عمل کرنے والے لوگ اس کے ذریعہ سے ایسے اعلےٰ مقامات تک پہونچتے ہیں۔ کہ گویا وہ مجسم قرآن ہوجاتے ہیں۔ اسی کیطرف اشارہ ہے کان خلقہ القراٰن میں (مجمع البحار) یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق اگر دیکھنا چاہو۔ تو قرآن کریم دیکھ لو۔ جو تعلیمات قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ اور جو اعلےٰ صفات اس میں بیان کی گئی ہیں۔ وہ سب کی سب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہیں اور اس کی طرف اشارہ ہے۔ ما انا الا القراٰن سیظھر علی یدی ما ظھر من الفرقان کے الہام میں جو اس زمانہ کے قرآنی پھل حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ میں قرآن کی طرح ہوں۔ اور جو کچھ اس سے ظاہر ہوا۔ مجھ سے بھی ظاہر ہوگا۔ یعنی تعلیم قرآنی میرے وجود میں دنیا کو نظر آئے گی۔ اس الہام میں گویا توتی اکلھا کا مصداق ہونے کی طرف اشارہ ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۴۷۴)

—(۴)—

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (حجر ع ۱) اس ذکر کو ہم نے ہی اتارا ہے۔ اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔ "بتایا ہے۔ کہ ہم اس کلام کی آئندہ تازہ بتازہ الہام کے ذریعہ حفاظت کرتے رہیں گے یعنی مجدد اور مامور وغیرہ مبعوث کرتے رہیں گے"۔ (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۵۰۹)

"اس زمانہ میں کہ دین سے غفلت انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایک ایسا مامور مبعوث فرمایا ہے۔ جس نے کلی طور پر قرآن کی تفسیروں کو زوائد اور حشو سے پاک کرکے اصلی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن جو اسی زمانہ کے علوم کے سامنے ایک معذرت خواہ کی صورت میں کھڑا تھا۔ اب ایک حملہ آور کی صورت میں کھڑا ہے۔ جس کے سامنے سب فلسفے اور مذاہب اس طرح بھاگ رہے ہیں جیسے شیر کے سامنے سے لومڑ۔ فسبحان اللہ الملک العزیز"۔ (تفسیر کبیر صفحہ ۵۱۹)

وہ ہستی جس نے آکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی گواہی دی۔ اور جس کا وجود قرآن کریم کی تعلیم کا مظہر تھا۔ اور جس نے اس غفلت کے زمانہ میں آکر قرآن کریم کی حفاظت کی۔ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ "خدا تعالےٰ نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ تا قرآن کریم کے عجائبات مخفیہ اس دنیا کے متکبر فلسفیوں پر ظاہر کرے۔۔۔ قرآن کریم ایک جنگی بہادر کیطرح نکلے گا۔ ہاں وہ ایک شیر کیطرح میدان میں آئیگا۔ اور دنیا کے تمام فلسفہ کو کھا جائیگا۔ اور اپنا غلبہ دکھائیگا۔ اور لیظھرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی کو پوری کر دیگا"۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم)

ذکرِ حبیبؑ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہلی اور مجلسی زندگی

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی جلسہ سالانہ کی تقریر (۳)

خلوت نشینی

مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی تھی جس کا نام حرا تھا اس میں ایک تنگ و تاریک غار تھی۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جوانی کے ایام میں تشریف لے جاتے اور ذکر و فکر میں مشغول ہوتے کبھی اپنے اہل و عیال کو ساتھ لا کر انہیں عالم تجرید کی سیر دکھاتے تھے اور دنیا میں رہ کر دنیا سے الگ اپنے معبود کی یاد میں مشغول ہوتے تھے۔ اور کبھی تنہا کئی کئی دن توشہ ساتھ لے کر مراقبہ کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس ابتدائی وحی کے متعلق ایک انگریز مصنف بنام کارلائل اپنی کتاب ہیرو اینڈ ہیرو ورشپ میں لکھتا ہے۔

"اس سیاہ و روشن چشم فراخ حوصلہ، کریم النفس۔ سماشرت پسند اور درد بھرے دل والے بادیہ نشین کے خیالات جاہ طلبی سے کوسوں دور تھے۔ اسی شخص کی عظمت میں متانت کی شان نظر آتی تھی۔ اور اس کا شمار ان لوگوں میں تھا جن کا شعار سچائی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور جو فطرتاً بے لوث اور سچے ہوتے ہیں۔ دوسرے لوگ تمکمانہ مسائل اور سنی سنائی باتوں کو اپنا مسلک قرار دے کر دل کو تسلی دے لیتے ہیں۔ لیکن اس شخص کی تسکین ان باتوں سے نہ ہو سکتی تھی وہ اپنی رُوح اور عالم شہود کے مظاہر واقعی کے ساتھ عرصۂ کائنات میں اکیلا کھڑا ہوا تھا۔ حیات کا عظیم الشان عقدہ کبھی اُس کو اپنی ڈراونی اور بھیانک صورت دکھاتا تھا۔ اور کبھی اپنے انوار کی جھلک سے اس کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دیتا تھا۔ انا الموجود کی ناقابلِ اظہار حقیقت کو مظنونات اور مسموعات اس کے ادراک سے مخفی نہ رکھ سکتے تھے۔ اس کی سچائی اور خلوص ایک طرح سے ربانی الاصل معلوم ہوتی تھی۔ ایسے شخص کی بات اس صدا سے تعبیر کی جا سکتی ہے۔ جو براہ راست خود فطرت کے دل سے نکلی ہو۔ اسی آواز کو انسان سنتا ہے۔ اور لازم ہے کہ سنے۔ اس ایک آواز کے مقابلہ میں باقی تمام صدائیں بے معنی ہیں"۔

یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ آپ کو خلوت بہت پسند تھی۔ فرمایا کرتے "اگر خدا تعالےٰ مجھے اختیار دے۔ کہ خلوت اور جلوت میں سے تو کس کو پسند کرتا ہے۔ تو اس پاک ذات کی قسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں مجھے تو کشاں کشاں میدانِ عالم میں انہوں نے نکالا ہے۔ جو لذت مجھے خلوت میں آتی ہے۔ اس سے بجز خدا تعالےٰ کے کون واقف ہے۔ میں قریب پچیس سال تک خلوت میں بیٹھا رہا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں چاہا کہ دربارِ شہرت کی کرسی پر بیٹھوں۔ مجھے طبعاً اس سے کراہت رہی ہے۔ مگر امرِ آمر سے مجبور ہوں"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی خلوت نشینی کے زمانہ میں ایک خاص عبادت میں جو دن آپ نے گذارے اس کا ذکر آپ نے خود ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

"حضرت والد بزرگوار کی وفات کے قریب زمانہ میں ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنتِ خاندانِ نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں بھی سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا۔ مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجا لانا بہتر ہے۔ پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشستگاہ میں کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور بعض یتیم بچوں کو جن کو میں نے پہلے سے تجویز کر کے حاضری کے لئے تاکید کر دی تھی دیدیتا اور اس طرح تمام دن روزے میں گزارتا اور بجز خدا تعالےٰ کے ان روزوں کی کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر دو تین ہفتوں کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزے سے جو میں ایک وقت پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں بہتر ہے۔ کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں۔ سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ میں تمام رات دن میں ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا۔ اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ شاید چند تولہ روٹی میں سے میری غذا تھی غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ خدا تعالےٰ نے مجھے ہر ایک بلا و آفت سے محفوظ رکھا۔ اور اسی قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گزشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلےٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گزرے ہیں اُن سے ملاقات ہوئی۔ ایک مرتبہ میں نے بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معہ حسنین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی غرض اس طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے۔ علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستاں طور پر نظر آتے تھے۔ جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا۔ اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہو گی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندے کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا۔ اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔

غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع و اقسام کے مکاشفات تھے ایک اور فائدہ مجھے یہ حاصل ہوا کہ میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقت ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کر سکتا ہوں میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی پر مجبور کیا جائے تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے کیلئے کچھ اضطرار ہو وہ فوت ہو جائے اس سے مجھے یہ بھی ثبوت ملا کہ انسان کسی حد تک فاقہ میں ترقی کر سکتا ہے اور جبتک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہو جائے میرا یقین ہے کہ ایسا تنعم پسند روحانی منازل کے لائق نہیں ہو سکتا لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں جنہوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یبوستِ دماغ سے وہ مجنون ہو گئے اور بقیہ عمر ان کی دیوانگی میں گزری یا دوسرے امراض سل اور دق وغیرہ میں مبتلا ہو گئے انسانوں کے دماغی قویٰ ایک طور کے نہیں۔ پس ایسے اشخاص جنکے فطرتاً قویٰ ضعیف ہیں انکو کسی قسم کا مجاہدہ موافق نہیں پڑ سکتا اور جلد تر کسی خطرناک بیماری میں پڑ جاتے ہیں۔ سو بہتر ہے کہ انسان اپنی تجویز سے اپنے تیئں مجاہدہ شدیدہ میں نہ ڈالے اور دین العجائز

اجتہاد رکھے ہاں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی الہام ہو اور شریعت غرّا اسلام کے منافی نہ ہو تو اس کو بجا لانا ضرور چاہیئے لیکن آج کل کے اکثر نادان فقیر جو مجاہدات سکھلاتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ پس ان سے پرہیز کرنا اچھا ہے۔

یاد رہے کہ میں نے کشف صریح کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ یا نو ماہ تک لیا اور بھوک اور پیاس کا مزہ چکھا اور اس طریق کو علی الدوام بجا لانا چھوڑ دیا اور کبھی کبھی اس کو اختیار بھی کیا یہ تو سب کچھ ہوا لیکن روحانی سختی کشی کا حصہ ہنوز باقی تھا سو وہ حصہ ان دنوں مجھے اپنی قوم کے مولویوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور تکفیر اور توہین اور ایسا ہی دوسرے جہلاً کی دشنام دہی اور دلآزاری سے مل گیا۔ اور جس قدر یہ حصہ بھی مجھے ملا میری رائے ہے کہ تیرہ سو برس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کم کسی کو ملا ہوگا۔ میرے لئے کفر کے فتوے طیار ہو کر مجھے تمام مشرکوں اور عیسائیوں اور دہریوں سے بدتر ٹھہرایا گیا اور قوم کے سفہا نے اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے مجھے وہ گالیاں دیں کہ اب تک مجھے کسی دوسرے کے سوانح میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ سو میں اللہ تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں۔ کہ دونوں قسم کی سختی سے میرا امتحان کیا گیا"۔ (اور ہر امتحان میں آپ پاس ہوئے۔ صادق)

مشورہ

جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام معاملات میں صحابہ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریق عمل تھا۔ کہ اپنے دوستوں سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ طبی معاملات میں حکیموں اور ڈاکٹروں سے قانونی امور میں وکلاء سے فقہی مسائل میں علماء سے۔ مکان کی تعمیر ہو تو اوورسیروں سے یا معماروں اور مستریوں سے اردو زبان کے الفاظ کے متعلق کوئی امر ہو۔ تو حضرت ام المومنین سے اور حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم سے مشورہ لیتے۔ غرض آپ کی عادت تھی۔ کہ تمام معاملات میں اہل لوگوں سے مشورہ کرتے۔ اور پھر جس بات پر انشراح ہو جاتا اُسے قبول فرما لیتے۔

دشمنوں کے ساتھ سلوک

رسول پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سلوک اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا۔ وہ ایک ایسا مقدس نمونہ ہے کہ اگر آج سلطنتیں اس پر عمل کریں تو دنیا سے جنگوں کا بالکل خاتمہ ہو جائے آج بڑی بڑی طاقتیں یہ پرزور اعلان کر رہی ہیں کہ ہم ایسی تجاویز کرنا چاہتے ہیں کہ دو بڑی جنگیں جو ہو چکی ہیں ایسی کوئی تیسری جنگ نہ ہو۔ لیکن ان کی تجاویز زیادہ تر اس بنیاد پر ہیں کہ ان کی جنگی طاقت ایسی بڑھ جائے۔ کہ کوئی ان کے مقابلہ میں ٹھیر نہ سکے۔ یہ تجویز تو کئی بار تجربہ ہوئی اور فیل ہوئی۔ اصل تجویز جنگوں کے خاتمہ کی وہ ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملاً کر کے دکھائی کہ اپنے دشمنوں کو باوجود اُن کے سخت جرائم کے بالکل معاف کر کے انہیں دشمن نہ رہنے دیا۔ بلکہ وہ دوست اور بھائی بن گئے۔ اور آئندہ کے واسطے اُن کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رہا۔ اس کی ایک مثال میں بیان کرتا ہوں۔

جب مسلمانوں نے مکہ فتح کیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کر کے باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ قریش کے عمائد سر جھکائے کھڑے ہیں اور اپنے ان مظالم کے سبب جو وہ مسلمانوں پر کرتے تھے۔ سب اپنے آپ کو واجب القتل یقین کرتے تھے۔ تب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے انہوں نے عرض کیا۔ کہ آپ کریم اور رحیم ہیں۔ تب آپ نے فرمایا لا تثریب علیکم الیوم۔ آج تم پر کوئی الزام نہیں نہ انکو قید کیا۔ اور نہ ان پر کوئی مقدمہ قائم کیا۔ اور نہ ان کو کوئی سزا دی۔ یہ پاک نمونہ تھا۔ جس کی نظیر دنیا کے کسی فاتح میں نہیں پائی جاتی۔ دشمنوں کو معاف کرنے میں یہی طریق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ چنانچہ آپ کے سوانح میں سے میں ایک واقعہ آگے چل کر بیان کرونگا۔

حملہ آور قریش سے سلوک

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر مسلمانوں اور کفار کے درمیان شرائط صلح پر ہنوز گفتگو ہو رہی تھی۔ اور ادھر ادھر سے ایلچی پیغام لے جا۔ اور لا رہے تھے۔ کہ کفار نے غداری کی۔ اور قریش نے چپکے سے ایک دستہ فوج بھیجا۔ تاکہ مسلمانوں پر حالت بے خبری میں حملہ آور ہو کر ان کو ہلاک کر دیں۔ مگر حکمت الٰہی سے مسلمانوں کو بروقت خبر ہو گئی۔ اور وہ دستہ فوج گرفتار کر لیا گیا۔ گویہ شرارت سخت تھی۔ اور حملہ آور سب واجب القتل تھے یا کم از کم جنگی قیدی تھے۔ لیکن رحمت عالم کا دامن عفو بہت وسیع تھا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو معاف کر دیا۔ اور چھوڑ دیا۔ قرآن شریف میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔ هو الذی کف ایدیهم عنکم وایدیکم عنهم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیهم (ترجمہ) وہی خدا ہے جس نے مکہ میں ان لوگوں کا ہاتھ تم سے اور تمہارا ہاتھ ان سے روک دیا۔ بعد اس کے کہ تم کو ان پر قابو دے دیا تھا۔

دیوار کا مقدمہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانوں کا ایک بیرونی کمرہ گول کمرہ کہلاتا ہے۔ جو اب مسجد مبارک کی سیڑھیوں پر چڑھنے کے وقت دائیں ہاتھ رہتا ہے۔ اس گول کمرے کے آگے ایک چار دیواری ہے جو پہلے نہ ہوتی تھی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی بنائی گئی تھی۔ اس گول کمرے کی دیوار اور موجودہ توسیع شدہ مسجد مبارک کے نیچے کی دیوار کے درمیان سے راستہ بڑی مسجد کو جاتا ہے۔ اس راستے کو ایک دفعہ مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین صاحبان نے دیوار کھینچ کر بند کر دیا۔ اس بنا پر کہ گول کمرے کے آگے جو چار دیواری بنائی گئی ہے۔ وہ ہماری زمین پر بنی ہے۔ گویا موجودہ چوک کی ساری زمین کے مالک ہونے کے مدعی ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چوک میں سے مسجد مبارک اور مسجد اقصےٰ کے جانے کے راستے بند ہو گئے۔ اور ہم شرق کوچہ میں سے ہو کر پچھلی طرف سے گوردوارے کے پاس سے ہوتے ہوئے پتھروں والی گلی سے گذر کر بڑی مسجد اور چھوٹی مسجد کو جایا کرتے تھے۔ اور چند قدم کی بجائے ایک بڑا چکر کاٹنا پڑتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان مخالفوں کو اس دیوار کے بنانے سے نہ روکا۔ اور نہ اپنے خدام کو اس کے گرا دینے کا حکم دیا۔ حالانکہ کئی ایک جان نثار اس امر کے لئے تیار تھے۔ کہ اگر حضور کی طرف سے اشارہ ہو جائے۔ تو اس ایذا دینے والی دیوار کو گرا کر راستہ صاف کر دیں۔ مگر حضور نے صرف عدالت سے چارہ جوئی کرنے کی اجازت دی۔ مقدمہ گورداسپور میں ایک سال سے زیادہ عرصہ تک چلتا رہا۔ اور بالآخر ہمارے حق میں فیصلہ ہوا۔ اور وہ دیوار سرکاری حکم سے گرائی گئی۔

مرزا نظام الدین صاحب کو خرچہ معاف

اس مقدمہ کا خرچہ عدالت نے مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین صاحبان پر ڈالا تھا۔ جب سرکاری ملازم مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین سے خرچے کی رقم وصول کرنے کے واسطے پہنچے۔ تو مرزا نظام الدین صاحب نے ایک درخواست لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجی۔ اور اپنی خطا کا اقرار کرتے ہوئے اس مطالبہ سے معافی چاہی۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور میں تھے۔ جب مرزا نظام الدین صاحب کا آدمی وہ خط لے کر حضور کی خدمت میں پہنچا۔ تو حضور نے اس سے پہلی بات

خواب میں دیکھا تھا۔ کہ مرزا نظام الدین حضور سے معافی مانگتا ہے۔ یہ خواب چند گھنٹوں کے بعد پورا ہو گیا۔ اور حضور نے اسی وقت اپنے وکلا کو ہدایت کر دی۔ کہ ہم نے خرچہ معاف کر دیا ہے۔ کچھ مطالبہ نہ کیا جائے۔ اور جس قدر تکالیف دیوار بنا کر مرزا صاحبان نے حضور کو اور حضور کی جماعت کو پہنچائی تھیں۔ ان سب کو یکدم معاف کر دیا۔

سادہ اور بے تکلف زندگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کا لباس بھی سادہ ہوتا تھا۔ معمولی سفید یا رنگدار کپڑا جیسا مل جائے۔ یا کوئی خادم بنا کر لائے پہن لیتے تھے۔ بھنڈے کپڑے عموماً مفت میں ایک دفعہ بدلتے تھے جب آپ باہر اپنے خدام کے درمیان بیٹھتے تھے۔ تو جیسا سب لوگ چٹائی یا دری پر بیٹھے ہوتے وہیں آپ بھی بیٹھ جاتے آپ کے لئے کوئی الگ مسند یا تکیہ نہیں رکھا جاتا تھا۔ بعض دفعہ باہر سے آنے والے شناخت نہ کر سکتے تھے۔ کہ اس مجمع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کونسے ہیں۔ ایک دفعہ کا واقعہ مجھے یاد ہے۔ کہ حضور مسجد مبارک کے ایک کونہ میں بیٹھے تھے۔ کوئی پندرہ بیس آدمی اور ہوں گے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب قبلہ کی طرف والی کھڑکی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ جسم کے فربہ مضبوط آدمی تھے۔ ایک نیا آدمی جو باہر سے مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے مولوی صاحب کو ہی حضرت مسیح موعود سمجھا۔ اور ان سے مصافحہ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ تب انہوں نے اشارہ سے اسے بتلایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں بیٹھے ہیں۔

لاہور میں ایک غریب احمدی احمد دین نوری باف تھے۔ ان کا اپنا کوئی مکان نہ تھا۔ ایک چھوٹا سا غریبانہ مکان دو روپیہ ماہوار کرایہ والا لے کر اس میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے۔ تو میاں احمد دین صاحب نے عرض کی کہ حضور میری دعوت قبول کریں۔ اور میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں۔ ان کا مکان صحیح معنوں میں ایک غریب خانہ تھا۔ پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی دعوت کو خوشی سے قبول کیا۔ اور تنگ تاریک گلیوں میں سے گذر کر ان کے مکان پر گئے۔ اور کھانا تناول فرمایا۔ اور دعا کی۔

آپ کی سادگی اور بے تکلفی کا یہ حال تھا۔ کہ ایک دفعہ آپ سیر کے لئے بھینی کی طرف جا رہے تھے۔ چند خدام ساتھ تھے۔ ان میں سے ایک نوجوان لڑکا ہمارے عزیز دوست شیخ حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم ساکن حاجی پورہ پھگواڑہ کا داماد تھا۔ اس کے متعلق کسی نے عرض کیا۔ کہ حضور یہ قرآن شریف کا حافظ ہے اور بہت خوش الحان ہے۔ حضور نے اس کی طرف نگاہ کر کے فرمایا۔ اچھا ہمیں قرآن شریف سناؤ۔ اور حضور وہیں راستہ کے ایک طرف زمین پر بیٹھ گئے۔ اور خدام بھی بیٹھ گئے۔ اس نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ اس کی آواز میں رقت تھی۔ میں نے دیکھا۔ کہ حضور کے آنسو نکل آئے۔ جب وہ پڑھ چکا۔ تو فرمایا۔ کہ تم ہر روز ہمارے مکان پر آ کر قرآن شریف اسی طرح پڑھ کر ہمیں سنایا کرو۔ پھر فرما کر سیر کے لئے آگے چل پڑے۔ وہ لڑکا جتنے دن رہا۔ روزانہ صبح قرآن شریف سنانے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ حضور کی نشست والے بڑے کمرے کے دروازہ پر اس لڑکے کے واسطے کرسی بچھا دی جاتی۔ وہاں کرسی پر بیٹھ کر وہ قرآن شریف پڑھتا۔ اور جتنے دن یہاں رہا۔ روزانہ قرآن شریف سنانے حاضر ہوتا رہا۔

لٹریچر متعلق سوانح

بالآخر میں ان کتابوں کے نام لکھ دیتا ہوں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہلی اور مجلسی زندگی کے حالات درج ہیں:۔

(۱) سیرت المہدی مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ہر سہ حصہ

(۲) سیرۃ مسیح موعودؑ۔ مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ

(۳) سیرۃ مسیح موعودؑ۔ مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(۴) حالات حضرت مسیح موعودؑ۔ از میاں معراج الدین صاحب۔ مندرجہ براہین احمدیہ نیا ایڈیشن۔

(۵) سیرۃ النبی۔ مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

(۶) مجدد اعظم۔ مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

(۷) حضرت مسیح موعودؑ کے خود نوشت حالات۔ جو حضورؑ نے کتاب البریہ میں لکھے ہیں۔

(۸) انسائیکلو پیڈیا آف اسلام۔ (زیر تحت لفظ "مرزا غلام احمد")

(۹) انسائیکلو پیڈیا جرمن۔

(۱۰) تذکرہ رؤسائے پنجاب۔

(۱۱) کتاب مصنفہ پادری سپیرز ڈی وائی سی۔ ایم۔

(۱۲) کتاب نعمت عظمےٰ۔ مصنفہ سید عبدالمجید صاحب کپورتھلہ۔

وہی روپیہ ہمارا ہے جو دین کی راہ میں خرچ ہو

فرمایا (۱) "اگر کوئی صاحب توفیق ہے۔ اور اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اسلام کی خدمت کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ تو طوعی کہنا تو الگ رہا۔ اگر لوگ اس کے راستہ میں روک بن کر کھڑے ہو جائیں۔ تب بھی وہ رستہ نکال کر ضرور تحریک جدید میں حصہ لے گا۔ کیونکہ اس کے دل میں جو محبت خدا تعالیٰ کی پائی جاتی ہوگی۔ اس محبت کی وجہ سے کوئی چیز دین کی خدمت کا کام کرنے سے روک نہیں سکے گی۔"

(۲) "پس یاد رکھو۔ دینی کام تو ہمیشہ طوعی رہے ہیں اور طوعی رہیں گے اور طوعی کاموں میں ہی برکتیں ہوتی ہیں۔"

(۳) "ہر شخص جو خدا تعالیٰ کی محبت اور اسلام کی خدمت کے لئے اس میں حصہ لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی قربانی قبول کرے گا۔ اور اسے اپنی طرف بڑھنے کا موقعہ دے گا۔"

(۴) "ہر وہ شخص جو کسی مجبوری کی وجہ سے حصہ نہیں لیتا۔ مگر اس کا دل چاہتا ہے۔ کہ حصہ لے۔ تو خدا تعالیٰ اس کی دلی خواہش اور کوشش کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور اس کے لئے ان کوششوں میں حصہ لینے کے سامان پیدا کر دیگا۔"

(۵) "ہر وہ شخص جس کے دل میں اسلام کی محبت نہیں رہی۔ اور باوجود طاقت رکھنے کے اور دیکھنے کے کہ مجھ سے زیادہ غریب آدمی حصہ لے رہے ہیں۔ وہ حصہ نہیں لیتا۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ اس میں حصہ لینا طوعی ہے۔ اور ہمیں کوئی مجبور نہیں کرتا کہ ہم اس میں ضرور حصہ لیں۔ تو وہ شخص اپنی عاقبت کا خود ذمہ وار ہے۔ ہم نہ اس کے ٹھیکیدار ہیں۔ اور نہ ذمہ وار۔"

(۶) "اگر وہ سمجھتا ہے کہ خدا کے پاس اس کے اعمال کا بڑا ذخیرہ پڑا ہے۔ اور زیادہ اعمال کی مجھے ضرورت نہیں تو وہ بے شک مطمئن ہو۔ لیکن اگر خدا کے سامنے اس کے ذخیرہ اعمال میں سے بہت سے اعمال کھوٹے بھی ہیں۔ تو پھر اگر یہ طوعی اعمال کو ضائع کرتا ہے۔ تو اس سے زیادہ قابل افسوس اور قابل حسرت حالت میں اور کون ہو سکتا ہے۔" آپ غور کریں اور سوچیں کہ کیا آپ نے تحریک جدید کے جہاد میں شمولیت کی سعادت حاصل کر لی۔ اگر نہیں تو پھر آپ اب تک اپنے پاک امام کی آواز پر لبیک کہنے میں کیوں دیر کر رہے ہیں۔ فوراً اپنا وعدہ جو کم از کم آپ کی ایک مہینے کی آمد کے نصف کے برابر ہو لکھ کر اپنے امام کے حضور پیش کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق بخشی ہے کہ اس سے زیادہ راہ خدا میں دے سکیں تو جس قدر چاہیں زیادہ دیں۔ کیونکہ بہت ہیں۔ جو ایک مہینے کی آمد نہیں بلکہ دو دو تین تین مہینے کی آمد کے برابر دے رہے ہیں۔ تحریک جدید کے دفتر دوم کے سال دوم کا جہاد ہے۔ رفنانشل سیکرٹری)

(۷) مگر یاد رہے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا فرمان ہے کہ "وہ مال جو اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے کام نہیں آتا کس کام کا۔ ہماری زبان میں محاورہ ہے کہ دو بھاڑ میں پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان۔" پس وہی روپیہ ہمارا ہے جو دین میں خرچ ہو۔ جو ہم نے کھایا وہ گنوایا۔ جو ہم نے خدا تعالیٰ کی راہ میں دیا وہ لیا۔ پس احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ چندوں کی کثرت سے گھبرائیں نہیں۔ بلکہ خوشی سے اچھلیں اور کودیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے کام کے لئے چن لیا ہے۔"

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم واما مکم منکم

سے ایک غلط استدلال کا جواب

مندرجہ بالا حدیث میں واؤ کو عاطفہ قرار دیکر ہم یہ مطلب بیان کرتے ہیں۔ کہ اے مسلمانو! تمہاری کیسی خوش قسمتی ہوگی۔ جبکہ مسیح ابن مریم تم میں نازل ہوں گے۔ اور وہ تمہارے امام و پیشوا ہوں گے۔ مگر تم میں سے ہی ایک فرد اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی کے باعث یہ درجہ حاصل کرینگے۔

اس پر غیر احمدی علماء اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ یہاں پر واؤ عاطفہ نہیں بلکہ حالیہ ہے۔ اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسیح اور مہدی کے دو الگ الگ وجود ثابت کئے جائیں۔ وہ قاعدہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ جملہ فعلیہ کا جملہ فعلیہ پر اور جملہ اسمیہ کا جملہ اسمیہ پر تو عطف صحیح ہے۔ مگر جملہ فعلیہ پر جملہ اسمیہ یا جملہ اسمیہ پر جملہ فعلیہ کا عطف درست نہیں۔ لہذا حدیث مذکورہ میں واؤ عاطفہ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ نزل فیکم ابن مریم جملہ فعلیہ اور امامکم منکم جملہ اسمیہ ہے۔

مگر یاد رہے۔ کہ ان کا مقرر کردہ اصول غلط ہے۔ چنانچہ مطول جو فصاحت و بلاغت کی کتاب ہے۔ اور پنجاب یونیورسٹی کے نصاب مولوی فاضل میں شامل ہے۔ اس کے صفحہ ۲۱ پر انہ ولی ذالک و ھو حسبی ونعم الوکیل کی تشریح میں شارح نے ھو حسبی کو جملہ اسمیہ اخباریہ اور نعم الوکیل کو جملہ فعلیہ انشائیہ قرار دیتے ہوئے واؤ کو عاطفہ مانا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ عطف الجملة الفعلية الانشائية على الاسمية الاخبارية۔ گویا اس اصول کو باطل قرار دیا ہے۔ کہ جملہ اسمیہ کا جملہ اسمیہ پر اور جملہ فعلیہ کا جملہ فعلیہ پر ہی عطف ہوسکتا ہے۔

ممکن ہے۔ کوئی دوست یہ کہہ دیں۔ کہ مطول میں تو جملہ اسمیہ پر جملہ فعلیہ کا عطف ہے۔ مگر تم حدیث مذکورہ میں جملہ فعلیہ پر جملہ اسمیہ کا عطف کرتے ہو۔ جو درست نہیں تو اس کے لئے کتاب مذکور کے محولہ بالا صفحہ کے حاشیہ ۸ کو دیکھنا چاہیئے۔ جہاں یہ الفاظ درج ہیں۔ کہ منھم من جوّز عطف الفعلية على الاسمية وبالعکس۔ یعنی بعض علماء ایسے ہیں جنہوں نے جملہ فعلیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر جائز قرار دیا ہے۔ جیسے ھو حسبی ونعم الوکیل میں ہے۔ مگر اس کا عکس یعنی جملہ فعلیہ پر جملہ اسمیہ کا عطف بھی جائز مانا ہے۔ اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ جملہ فعلیہ پر جملہ اسمیہ کا عطف ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مذکور میں ہے۔ پس واؤ عاطفہ ہے۔ اور اس کو حالیہ قرار دے کر مسیح اور مہدی کے دو الگ الگ وجود ثابت کرنا درست نہیں ہے۔

مزید تسلی کے لئے مسلم شریف کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے۔ جس میں واؤ کی جگہ فا ہے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں "فینزل عیسی ابن مریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فامھم" (مسلم جلد ۲ باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

اب ینزل عیسی ابن مریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی جملہ فعلیہ ہے۔ اور امھم بھی جملہ فعلیہ۔ ان دونوں کے درمیان فا آئی ہے۔ جو ظاہر کر رہی ہے کہ نازل ہونے والا یعنی مسیح ابن مریم ہی امام بھی ہوں گے۔

پس یہ حدیث بھی اس بات کی تائید کر رہی ہے۔ کہ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم میں واؤ حالیہ نہیں۔ بلکہ عاطفہ ہے۔ اور امام کا لفظ کسی الگ وجود کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ مسیح ابن مریم کو ہی امام بھی کہا گیا ہے۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ مسیح اور مہدی دو الگ الگ وجود نہیں۔ بلکہ ایک ہی شخصیت کی دو حیثیتوں کو مدنظر رکھ کر دو الگ الگ نام اسے دیئے گئے ہیں۔

ایم ایچ تاثیر گجراتی متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

روایت مطبوعہ کی توثیق کی جائے

الفضل ۷۷ مطبوعہ یکم اپریل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب منسوب کرکے ایک متوفی کے متعلق یہ کلمہ لکھا گیا ہے۔ کہ "حضورؑ نے نماز جنازہ کی آخری رکعت اتنی لمبی کی۔ کہ حد سے زیادہ۔ جب حضور نے سلام پھیرا۔ تو کسی نے دریافت کیا۔ کہ حضور اتنی لمبی نماز؟ حضور نے فرمایا۔ ہم نے تو اس کو بخشوا کر ہی چھوڑا۔"

اس روایت پر نظر کرتے ہوئے یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ کس سن کا ذکر ہے۔ اور اس وقت راوی کی عمر کیا تھی۔ اور آیا اسکی بدنی حالت و صحت جنازے کی نمازوں میں عام طور سے شمولیت کی اجازت دیتی تھی۔ اور وہ حضور کے کلمات طیبات کو سمجھنے کی قابلیت کس حد تک رکھتا تھا۔ اور اگر یہ بالواسطہ روایت ہے۔ تو اصل راوی کا نام لکھنا چاہیئے تھا۔ اور نماز جنازہ کے متعلق "آخری رکعت" لکھنا اصل حقیقت کی غمازی کر رہا ہے۔ پھر یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عام طرز عمل "ہم نے اس کو بخشوا کر ہی چھوڑا" کی کہاں تک تصدیق و توثیق کرتا ہے۔ اور کسی احمدی کی جانب سے یہ کہنے کی جسارت کہ اتنی لمبی نماز بھی غور طلب ہے۔ اور حضرت حکیم الامت کا افسردہ ہو جانا اور ان کو یہ فرمانا کہ آپ تو پہلے ہی بخشے ہوئے ہیں۔ یہ کس حلقے کی باتیں ہمیں سنائی جا رہی ہیں؟ آخر کئی اور خوش نصیب افراد کو بھی اقدام مبارک میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

(اکمل عفا اللہ عنہ)

صیغہ مقامی تبلیغ کی سرگرمیاں

موضع گھوڑیواہ میں تبلیغی جلسہ

۲۸ مارچ کو جماعت احمدیہ گھوڑیواہ نے زیر اہتمام صیغہ مقامی تبلیغ خاکسار کی زیر صدارت سالانہ جلسہ منعقد کیا۔ جس میں مضافات سے جماعتہائے بیری بگول۔ پھیرو چیچی۔ چھچھر سے وغیرہ نے شمولیت کی۔ نیز قادیان کے بہت سے دوست جلسہ میں شریک ہوئے۔ دیہاتی مبلغین میں سے مندرجہ ذیل اصحاب نے دس دس منٹ تقریریں کیں۔ مرزا محمد حسین صاحب۔ مولوی شیخ محمد صاحب ماسٹر احمد خاں صاحب۔ قریشی محمد حنیف صاحب نے اپنے تبلیغی سفر کے حالات بیان کئے۔ اور نظمیں سنائیں۔ نیز تبلیغ کی اہمیت بتائی۔ مولوی سمیع اللہ صاحب نومسلم نے حضرت سری کرشن جی مہاراج کی بعثت ثانیہ کے متعلق ویدوں کی روشنی میں بزبان اردو مدلل اور مبسوط تقریر کی۔ گیانی واحد حسین صاحب نے تبلیغی و تعلیمی و تربیتی تقریر کی۔ جس میں رسوم قبیحہ کے انسداد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مستورات کو مخاطب کیا۔ کہ اگر عورتیں ابتداء ہی میں اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں اصلاح کریں۔ تو یہی بچے جوان ہو کر قوم و ملک کے لئے از حد مفید ہو سکتے ہیں۔

آخر میں خاکسار نے ایک معترض کے دو سوالوں کے جواب دیئے۔

خاکسار احمد خاں نسیم

پیشگی قیمت رپورٹ مجلس مشاورت

مجلس مشاورت میں شامل ہونے والے جملہ نمائندگان جماعتہائے و ادارہ جات کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیوشن ۲۷/۱۹۴۲ کے ماتحت ہر نمائندہ پر رپورٹ مجلس مشاورت کی خرید لازمی ہے۔ جسکی قیمت مجلس مشاورت کے موقع پر پیشگی وصول کی جاتی ہے۔ لہذا حسب دستور سابق امسال بھی جملہ ایسے نمائندگان کو رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۶ء کی قیمت پیشگی داخل کرنا ہوگی * * جو بوجہ گرانی مصارف دو روپے فی نسخہ ہوگی۔ خاکسار محمد عبد اللہ اسسٹنٹ سیکرٹری مجلس مشاورت

رُوس میں اشتراکیت کی عملی تصویر

مزدوروں اور اعلیٰ عہدداروں میں تفاوت

(۱)

کمیونزم کا اصل الاصول یہ ہے۔ کہ ہر آدمی کو اُس کی ضرورت کے مطابق دو۔ یہ اصل جس قدر ناقص ہے ظاہر ہے۔ مسابقت کی روح بالکل کچلی جاتی ہے۔ انسان کی اعلیٰ صلاحیتیں مسخ ہو جاتی ہیں۔ اور ترقی کرنے کا جذبہ مفقود ہو جاتا ہے۔ کمیونسٹ مفکرین رائے عامہ کے حاصل کرنے کے لئے اس اصل کا ہمیشہ زور شور سے پروپیگنڈا کرتے ہیں عقل حیران ہوتی ہے کہ اگر روس میں یہی اصل واقعی عملاً کارفرما ہے۔ تو پھر اس کے بڑے نتائج باہر کیوں نہیں آتے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہیں اور کھانے کے اور۔ روس صلاحیتوں اور ذمہ داریوں کے مدارج قائم رکھنے اور اُن کے مطابق لوگوں سے سلوک کرنے پر مجبور ہے۔ اور وہاں پر مزدور اور منتظم میں اتنا نمایاں تفاوت ہے۔ جو شائد امریکہ یا برطانیہ میں بھی نہ ہوگا۔ رُوس کے کارخانوں کے بعض حالات اخبار سیٹرڈے ایوننگ پوسٹ Saturday Evening post بابت ۲۱ر جولائی ۱۹۴۵ء نے چھپے ہیں۔ جو قابل مطالعہ اور کمیونزم کے حامیوں کی آنکھیں کھولنے والے ہیں۔ کہ جس بات کا شہرہ روس سے باہر کیا جاتا ہے۔ روس خانہ حالات اُس کے بالکل متغائر ہیں۔ امریکہ کے مشہور میگزین ریڈرز ڈائی جسٹ (Riders Digest) نے اپنے اکتوبر ۱۹۴۵ء کے رسالہ میں اس مضمون کا ملخص دیا ہے

(۲)

اخبار مذکور نے سب سے پہلے ان حالات کے ثبوت میں موسیو اسٹالین کی اس مشہور تقریر کا حوالہ دیا ہے جو اُس نے ۱۹۳۱ء میں روس کی اقتصادی پالیسی کا افتتاح کرتے ہوئے کی تھی۔ موسیو اسٹالین کے یہ الفاظ روس کے موجودہ اقتصادی نظام پر خوب روشنی ڈالتے ہیں کہ :-

"صنعتی مستعدی اور ترقی کا راز آمدنی کے اُن درجات میں ہے۔ جو ایک ماہر اور ایک اناڑی کے کام کے فرق کے مطابق معین کئے جائیں۔ ہمیں کاریگروں کو اُن کی ضرورت کے مطابق نہیں بلکہ اُن کے کام کے اندازہ سے اجرتیں دینی چاہئیں"

موسیو اسٹالین کے یہ الفاظ بہت واضح ہیں۔ کیونکہ اشتراکیت کے بنیادی اصول کو پاش پاش کرتے ہیں۔ اس پالیسی پر عمل کے بعد اشتراکیت کا نقشہ مسخ ہو جانا لازمی تھا۔ چنانچہ روس میں ایسا ہی ہوا۔ جس کے لئے بعض حقائق کا مطالعہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا

(۳)

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جہاں پر روس میں عام مزدوروں اور صنعتی کاریگروں کی کمی نہیں۔ وہاں پر اب تک ماہر انجینئر اور بڑے پیمانہ پر کام کرنے والی فیکٹریوں کے لئے قابل منیجر بہت کمیاب ہیں نتیجہ یہ ہے۔ کہ مزدور کو اجرت بہت کم ملتی ہے اور منیجروں کو بہت زیادہ۔ جان سکاٹ (John Scott) [illegible] اپنی کتاب (Behind The Urals) "کوہ یورال کے پیچھے" میں ایک مقام پر لوہے کی مل کے منیجر کا ذکر کرتا ہے۔ جو ۱۹۳۸ء میں ایک سہ منزلہ مکان میں مقیم تھا جس کے چودہ کمرے تھے۔ بلیرڈ کھیلنے کا کمرہ الگ تھا۔ اور میوزک کا الگ۔ یہی نہیں بلکہ اس کے ماسوا مکان کے پیچھے ہرن پالنے کا پارک بھی تھا۔ اس مکان کی تعمیر میں اسی ہزار (۸۰۰۰۰) روبل خرچ آئے۔ اور اُس کے فرنیچر وغیرہ کیلئے ایک لاکھ ستر ہزار روبل اُٹھے۔ مزدوروں کی آمد کے پیمانہ سے اگر اس رقم کو ناپیں تو یوں سمجھئے۔ کہ اگر ایک سو ستر مزدور ساڑھے سات سال کام کرتے رہیں۔ تب کہیں اُن کی مجموعی آمد اس کے برابر ہوگی۔ اگر اس پیمانے پر ایک مکان امریکہ میں تعمیر ہو تو اس پر کوئی دو لاکھ ڈالر یعنی کوئی پونے سات لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ عام حالات میں شائد یہ بات اتنی اہم نہ ہو۔ مگر یہ اُن دنوں کی بات ہے جبکہ اُسی مقام کے دو لاکھ مزدوروں میں سے کم از کم تین چوتھائی خیموں میں یا کڑاکے کی سردی کے باوجود لکڑی کی بنی ہوئی بارکوں میں بسر کر رہے تھے

(۴)

یہ شائد انتہائی مثالوں میں سے ایک مثال سمجھی جائے گی۔ کیونکہ یہ مل روس کی مشہور ترین ملوں میں سے ہے اگرچہ اشتراکی نقطہ نگاہ سے ہمارا اعتراض پھر بھی قائم رہتا ہے۔ مگر اوسط درجہ کے حالات کے لئے ماسکو کو دیکھ لیجئے۔ تو آپ یہ پائیں گے۔ کہ ۱۹۳۷ء میں بھی ماسکو میں ایک عام کاریگر اور ایک انتظامی محکمہ کے افسر کے طرز زندگی میں اُس سے نمایاں فرق تھا۔ جتنا کہ آج کل امریکہ جیسے سرمایہ دار ملک میں ہے۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ منتظمین کی اعلیٰ رہائش اور عام مزدوروں کی ذلیل زندگی میں اُس سے زیادہ تفاوت ہے۔ جتنا کہ بدنام زار کے زمانہ میں تھا۔ لڑائی سے قبل ایک عام مزدور کو کوئی ایک سو پچیس ۱۲۵ روبل ماہوار یعنی قریباً پونے دو سو روپے ماہوار ملتے تھے۔ لیکن جس کارخانے میں وہ مزدور کام کرتا ہو اُس کے منیجر۔ یا چیف انجینئر یا چیف اکونٹنٹ کو دو ہزار سے تین ہزار روبل ماہوار تک ملتے تھے۔ "سرمایہ دار ملک" امریکہ سے اس کا مقابلہ کیجئے۔ وہاں پر اگر ایسا ہی مزدور ۱۰۰ ڈالر ماہوار لیتا تھا۔ تو چیف انجینئر یا منیجر وغیرہ آٹھ سو ڈالر سے ساڑھے بارہ سو ڈالر تک لیتے تھے۔ گویا اگر امریکہ میں مزدور اور منتظم کی آمد میں ایک اور آٹھ کی نسبت تھی۔ تو روس میں ایک اور سولہ کی۔ مگر بات اس سے بھی نمایاں ہے۔ اور وہ یوں کہ اگر صنعتی تیار کردہ مال کی مقدار میں ترقی ہو۔ تو اُس کے مطابق منتظمین کی آمدنی میں بھی اضافہ کیا جاتا ہے۔ جو کہ انہیں بونس کے طور پر ملتا ہے۔ اس پر بھی ستم یہ کہ اس نقد آمد کے ماسوا نوکر۔ چاکر۔ مکان۔ فرنیچر اور دیگر ضروریات زندگی کی صورت میں بھی انتظامی شعبوں کے افسروں کو بہت سی سہولتیں حاصل ہیں۔ اگر انہیں مکان مہیا کیا جاتا ہے۔ تو اُس کے دیکھ رکھاؤ کی ذمہ داری بھی گورنمنٹ اپنے سر لیتی ہے یہ ہیں روس میں اشتراکیت کے عملاً احوال۔ اور یہ کوائف ماسکو یا کسی خاص مقام سے مختص نہیں بلکہ تمام روس کی انڈسٹری میں یہی حالات پائے جاتے ہیں۔ صنعتی منتظمین کو تنخواہ کے علاوہ سرکاری طور پر مکانات۔ موٹریں اور شوفر ملتے ہیں۔ اُن کو لمبی تعطیلات بھی ملتی ہیں۔ جن میں اُن کے اور اُن کے اہل و عیال کے لئے اعلیٰ درجہ کے ہوٹلوں میں کسی حسب پسند مقام پر تعطیلات گذارنے کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔ کمیاب چیز کے خریدنے کے لئے بھی انہیں خاص سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اُن کے بچوں کی تعلیم کا اعلیٰ سرکاری افسروں کے بچوں کے ساتھ انتظام کیا جاتا ہے۔ ۱۹۳۸ء [illegible] کالجوں میں نصف سے زیادہ طلبہ ملوں اور صنعتی اداروں کے منتظمین اور سرکاری عہدہ داروں کے بچے تھے۔ اور کاشتکاروں کے بیٹے تو دس فی صدی سے بھی کم تھے۔ حالانکہ روسی آبادی کا پچاس فی صدی حصہ کاشتکار ہے۔

(۵)

یہ تو لڑائی سے قبل کے حالات ہیں جنگ کے زمانے میں یہ تفاوت دوسرے متحارب ممالک کی نسبت اور بھی نمایاں ہو گیا۔ کیونکہ دوسرے ممالک میں اگر ایک طرف کاریگروں اور مزدوروں کی تنخواہیں بڑھیں۔ تو دوسری طرف زیادہ آمد سے افراد پر بھاری ٹیکس لگنے

سے اُن کے درمیان کی خلیج تنگ ہو گئی مگر روس میں معاملہ اور طرح ہے۔ وہاں پر اگر ایک طرف ایک عام مزدور کی آمد بڑھ کر چھ سو روبل ماہوار ہو گئی۔ تو ادھر صنعتی منتظمین کی آمد جو جنگ سے قبل پندرہ سو روبل ماہوار لیتے تھے۔ دس ہزار روبل بلکہ بعض حالات میں اس سے بھی زیادہ پر پہنچ گئی۔ پھر بونس اس پر مستزاد! لڑائی کے زمانہ میں اشیاء کی صورت میں بونس کا ملنا بہت بڑی بات ہے۔ کیونکہ بہت سی اشیاء کسی قیمت پر بھی دستیاب نہ ہوتی تھیں۔ اخبار مذکور ایک امریکن انجینئر کا چشم دید بیان لکھتا ہے۔ کہ ایک کارخانے میں جہاں پر وہ کام کرتا تھا۔ گرم کپڑے۔ جرمن سپاہیوں کے کمبل۔ امریکہ سے اُدھار پٹہ پر حاصل کیا ہوا مکھن اور گوشت حتیٰ کہ کرسمس کے موقعہ پر کھلونے تک بھی اُن کے بچوں کو ملتے تھے۔ جب کہ روس کی بیشتر آبادی نہایت تنگی ترشی سے گذران کر رہی تھی:۔

(۴)

روس میں آمد کے مختلف مدارج کی تعیین اور انتظامی قابلیتوں کے افراد کا خاص خیال کیا جانا صاف طور پر بتاتا ہے۔ کہ کمیونزم کا یہ بنیادی اصل کہ "ہر ایک کو اُس کی ضرورت کے مطابق دو" روس میں شکست کھا چکا ہے۔ اور جو کمزور گھروندا اسلامی اقتصادی اصولوں کے متغائر تعمیر کیا گیا تھا۔ وہ تارِ عنکبوت سے بھی بودا ثابت ہو رہا ہے۔ حالات جوں جوں بدلیں گے۔ کمیونزم کے خطرناک اور نقصان دِہ نقائص اور واضح ہوتے چلے جائیں گے۔ اور آلہی نوشتوں کے مطابق یہ مہیب فتنہ مٹ کر رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز:۔

(خاکسار خلیل احمد ناصر از جہاز "میسی لون وکٹری")

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان اور احباب کی ذمہ داری

دوستوں کو معلوم ہے۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی بنیاد خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی۔ تاکہ احباب جماعت اپنے بچوں کو اس میں تعلیم دلوا کر انہیں بیرونی دنیا کی مسموم فضا سے محفوظ رکھ سکیں اور اس طرح احباب اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ جو ان کی اولاد کی طرف سے اِن پر عاید ہوتی ہے۔ قادیان میں ایسا تعلیمی ادارہ قائم کرنے سے حضور علیہ السلام کا مقصد یہ تھا۔ کہ اس میں مروجہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم کی تعلیم بھی دی جائے۔ تا اس کے طالبعلم دینیات کا علم رکھنے کی وجہ سے اپنے اخلاق اور عام دینی معیار کو دوسرے طالبعلموں سے ممتاز کر سکیں۔ تاکہ فارغ التعلیم ہو جانے پر اس سکول کا ہر طالب علم بہت حد تک سلسلہ احمدیہ کا مبلغ بن سکے۔ اور قادیان کے ماحول میں پرورش اور تربیت پانے کی وجہ سے ان کا دینیانہ نمونہ دوسروں کے لئے کشش کا باعث ہو۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے پُرانے طلباء کی یہ خصوصیت خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک اپنا اثر دکھلاتی رہی ہے سکول کے پُرانے طالبعلم جو اب زندگی کی کشمکش میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور ان میں سے بعض جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں سلسلہ کی روایات کے بدستور حامل ہیں۔ اور ہائی سکول کی ابتدائی تعلیم ان کے لئے مشعلِ راہ کا کام دے رہی ہے سلسلہ احمدیہ کو اس وقت ہر علم اور ہر طبقہ اور درجہ کے مبلغین کی ضرورت ہے۔ اور جیسا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز واضح طور پر اعلان فرما چکے ہیں سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ترقی اور عزت کا تقاضا ہے۔ کہ ہم جس جہت سے ممکن ہو کوشش کر کے مبلغین مہیا کرنے کا انتظام کریں۔ ابھی دنیا کے بے شمار ممالک ایسے ہیں۔ جو ہماری توجہ کے محتاج ہیں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنے مبلغین ان دور افتادہ ممالک تک پہنچانے کا انتظام کریں۔ تا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ الہام بھی کہ حضور کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچیگا۔ پوری شان اور شوکت سے پورا ہو۔ سکول کی تعلیم ایک ابتدائی زینہ ہے۔ جس پر چڑھ کر علم دین کے محتاجوں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ یہ تعلیم ایک بیج کی طرح ہے۔ جو دل و دماغ میں گھر کر لیتی ہے۔ اور اس مضبوط بنیاد پر عالیشان عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔ احباب کو اس فرض کی طرف توجہ دلانے سے میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ احباب نے اس کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی کی ہے۔ بلکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ بعض احباب نے اپنے بچوں کو قادیان میں تعلیم دلوانے کا فرض کی ادائیگی کرتے ہوئے دلی قربانی کے علاوہ جو بچوں کو جدا کرنے سے والدین کو کرنی پڑتی ہے۔ بہت بڑی مالی قربانی بھی کی ہے۔ اور کر رہے ہیں۔ آج کل تنگی کے زمانہ میں بچوں کو تعلیم کے لئے گھر سے باہر بھیجنا فی الحقیقت ایک قابل قدر جذبہ ہے خصوصاً جب کہ تعلیمی سکول احباب کے خود اپنے شہروں اور قصبوں میں یا قادیان سے قریب تر موجود ہیں۔ اور احباب کی ایسی قربانی کی وجہ سے سکول میں طلباء کی آج کل اس قدر کثرت ہے۔ کہ اس سے پہلے اور اتنی بڑی تعداد میں کبھی میسر نہیں ہوئی۔ لیکن با ایں ہمہ ہمارے سلسلہ کی ضروریات اس قدر بڑھ گئی ہیں۔ کہ جتنی تعداد ہم ہر سال سکول سے فارغ کرا کے (میٹرک کا امتحان پاس کروا کر) باہر بھیجتے ہیں۔ وہ مقدار ضروریات کو پورا نہیں کرتی۔ جیسا کہ میں اس مقالہ کے شروع میں عرض کر چکا ہوں۔ طلباء کو میٹرک پاس کروانے تک مبلغ بنانا۔ اور اُن کے اندر سلسلہ کی صحیح روح پیدا کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔ اور جس حد تک سکول کے عملہ کا تعلق ہے۔ میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اس فرض کی طرف سے غافل نہیں۔ خدا کے فضل سے ہر سال ہمارے سکول سے ہماری موجودہ تعداد کے لحاظ سے ایک معتدبہ حصہ اپنی زندگی وقف کر کے اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمت کے لئے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن بعض طلباء ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جنہیں اپنے آپ کو وقف کرنے میں بعض دقتیں ہوتی ہیں یا اپنی زندگی کے اس دور میں اپنے آپ کو سلسلہ کے سپرد نہ کرنا۔ اِن کے نزدیک زیادہ مستحسن ہوتا ہے۔ ایسے طلباء قادیان میں کالج میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور سلسلہ کی روایات اور قادیان کی فضاء میں تربیت پانے کا انہیں اور زیادہ اور موقع مل جاتا ہے اسی طرح بعض طلباء جو نہ ہی اپنے آپ کو وقف کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی کالج میں تعلیم حاصل کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنی تعلیم بند کر دینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ایسے طلباء قادیان میں ہی رہ کر روزی کما کر ہم خرما و ہم ثواب کا باعث ہو سکتے ہیں۔ یعنی صدر انجمن کے دفاتر اور دیگر اداروں میں بہت سے نوجوان میٹرک پاس کرنے کے بعد کارکن مقرر ہو سکتے ہیں اور اسی طرح انہیں سلسلہ کی خدمت کرنے کا موقع مل جاتا ہے

۔۔۔ میٹرک پاس کرنے کے لئے بعد طالب علم کالج میں داخل ہو۔ اپنے آپ کو وقف کر دے۔ یا ویسے ہی سلسلہ کا تنخواہ دار کارکن بن جائے۔ یا اگر کسی مجبوری یا مصالح کے ماتحت قادیان سے باہر کام کرے۔ ہمارے سکول کا ہر میٹرک سلسلہ احمدیہ کا ایک حقیر لیکن بالعموم مفید کارکن ثابت ہو سکتا ہے۔ سلسلہ کو آجکل اور آئندہ زمانہ میں کسقدر زیادہ نوجوان کی ضرورت ہے۔ اس کا اندازہ احباب خود بھی کر سکتے ہیں۔ پھر حضرت مصلح موعود کو اپنے اس سکول سے جسقدر دلچسپی اور جسقدر ذاتی توجہ اور ذاتی ہدایات اس سکول کو حضور سے حاصل کرنے رہنے کا فخر حاصل ہے۔ میرے نزدیک وہ بجائے خود اس سکول میں بچوں کو بھیجنے کا ایک مؤثر محرک ہے۔

میں نے اپنے ایک گذشتہ نوٹ میں احباب سے خواہش کی تھی۔ کہ وہ ہمارے سکول میں اپنے بہترین فرزند بھی بھیجنے کی کوشش کریں جن کو ہم ذہنی طور پر زیادہ تیز کر سکیں تا وہ اپنے لئے اور سلسلہ کے لئے زیادہ مفید ہو سکیں۔ امید ہے دوست میری اس درخواست پر غور فرما رہے ہونگے۔ لیکن حالات کا تقاضا ہے۔ کہ میں تمام ان دوستوں سے جنہیں سلسلہ سے محبت ہے اور سلسلہ کی ترقی اور اس کی ضروریات کا علم ہے ان کی خدمت میں درخواست کروں کہ وہ ہر قربانی کر کے اپنے تمام بچوں کو تعلیم کے لئے ہمارے سکول میں بھجوائیں تا ہم سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات پوری کر سکیں۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اس فرض کو جو ہم پر بحیثیت مربی اور معلم عائد ہوتا ہے۔ کما حقہٗ ادا کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ اور اگر احباب کا تعاون اور ہمدردی مجھے بدستور حاصل رہا۔ تو میں انشاء اللہ خدا کے فضل سے سکول کو بہتر بنانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرونگا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ والسلام

خاکسار سید محمود اللہ شاہ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیاں۔

صنعتی نمائش

سکول قادیان کے زیر اہتمام ایک صنعتی نمائش کا انتظام کیا گیا ہے۔ جس میں دستکاری کے مختلف نمونے دکھائے جائینگے۔ اور مختلف مفید اور عمدہ اشیاء واجبی قیمتوں پر برائے فروخت موجود ہونگی۔ مردوں اور عورتوں کے دیکھنے کے لئے علیحدہ علیحدہ اوقات ہونگے احباب کثرت سے تشریف لائیں۔ ہیڈ مسٹرس

خوشخبری

ڈاکٹر و کیمسٹ صاحبان متوجہ ہوں

قادیان میں بدر کیمیکل انڈسٹریز لمیٹڈ احمدی حصہ داروں کے سرمایہ سے شروع کی گئی ہے
اس کارخانہ میں انگریزی ادویات :-

Injections-Tablets Patent Medicines

تیار کی جاتی ہیں

مثلاً

Calcium Gluconati
Glucose Solution
Normal Saline
Emetine Hydrochloride
Quinine Bihydrochloride

Caffi-Aspirine Tab
Soda Mint Tab
Soda Citrate Tab
Liver Extract
Essence of Chickens

وغیرہ وغیرہ

تفصیلات کے لئے دفتر کو لکھیں

نوٹ: کمشن پر کام کرنے کے لئے محنتی ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

بدر کیمیکل انڈسٹریز لمیٹڈ قادیان (پنجاب)

دہلی ۳ اپریل۔ آج مولانا آزاد کیبنٹ مشن سے ملاقات کرنے کے بعد وائسرائے ہاؤس سے باہر آئے۔ تو آپ نے نمائندگان پریس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ آپ مجھ سے ہمیشہ یہ دریافت کرتے رہے ہیں۔ کہ ہندوستان کب آزاد ہوگا۔ اب آپ مجھ سے یہ سوال دریافت کیوں نہیں کرتے؟ آج میں یہ اعلان کرنے کی پوزیشن میں ہوں کہ اب ہم اپنے نصب العین کے بہت نزدیک پہنچ گئے ہیں۔ اور ہم عنقریب آزاد ہو جائیں گے۔

نئی دہلی ۳ اپریل برطانوی مشن سے بات چیت کے بعد مولانا آزاد بہت ہشاش بشاش دکھائی دیتے تھے۔ آپ نے کہا ہم نے وائسرائے ہاؤس میں پر امید داخل ہوا تھا اور میں بات چیت کی رفتار سے مطمئن ہوں۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا۔ آپ جانتے ہیں۔ کانگرس غیر مشروط آزادی اور اکھنڈ ہندوستان کی حامی ہے۔ لہذا کانگرس انہی دو بنیادی اصولوں کی بناء پر کیبنٹ مشن سے بات چیت کرے گی۔

نئی دہلی ۳ اپریل۔ آج سر تیج بہادر سپرو نے برطانوی کیبنٹ مشن کو یہ وارننگ دی کہ اگر مرکز میں فوری عارضی گورنمنٹ نہ بنائی گئی۔ تو ہندوستان میں شدید قسم کی گڑبڑ شروع ہو جائے گی

نیویارک ۳ اپریل۔ آج سکیورٹی کونسل کے روسی نمائندہ نے یہ اعلان کر کے کہ وہ سکیورٹی کونسل کے اجلاس میں شریک نہیں ہوگا۔ امریکہ اور برطانیہ کے سیاسی حلقوں پر بم پھینک دیا۔ کل برطانوی نمائندہ نے امریکی وزیر خارجہ سے تبادلہ خیالات کیا۔ اور تازہ صورت حالات پر بحث کی۔

نئی دہلی ۳ اپریل۔ ذمہ دار حلقوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ کیبنٹ مشن کا ہیڈ کوارٹر نئی دہلی سے شملہ منتقل کیا جائے۔ مشن پارٹی کے ایک ممبر نے کہا۔ کہ اگرچہ یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ اگلے ماہ تک دہلی میں گرمی زیادہ ہو جائے گی۔ مگر یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ مشن کے ممبر کسی پہاڑی مقام پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لاہور ۳ اپریل۔ لاہور کارپوریشن کے ہیلتھ سپلائی آفیسر نے ایک بیان جاری کیا ہے کہ شہر میں برف کے گولے فروخت کئے جاتے ہیں جنہیں کھا کر بچے بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس لئے آج سے ان رنگین شربتی گولوں کی فروخت ممنوع قرار دیجاتی ہے۔ اگر کوئی شخص لاہور کارپوریشن کی حدود کے اندر ایسے گولے فروخت کرتا ہوا پایا گیا۔ تو اس کے خلاف کارپوریشن سخت کارروائی کرے گی۔

لنڈن ۲ اپریل جاوا اور سماٹرا میں ۱۴ مارچ تک ہندوستانی فوج کا نقصان جان ۷۵ ہلاک ۷۲۵ مارے گئے ۲۵۲ مجروح ہوگئے۔ اور ۲۳ گم ہیں۔ برطانی فوج کا نقصان جان ایک سو چوالیس ہوا ۴۳ مارے گئے ۹۱ زخمی ہوئے اور ۱۰ مفقود الخبر ہیں۔

نئی دہلی ۲ اپریل ریاست الور سے خبر ملی ہے کہ ۴ سو میو قوم کے لوگوں (ریاست الور کے مسلم مزارعین) کا ریاستی فوج کے ساتھ تصادم ہو گیا۔ جس میں پانچ افراد مارے گئے۔ ان میں دو فوجی بھی شامل ہیں۔

واشنگٹن ۲ اپریل۔ ٹوکیو میں جاپانی جنگی مجرموں کے مقدمہ کی سماعت شروع ہونے والی ہے۔ اس ضمن میں جو ہفتے گفت و شنید ہوتی رہی اس کا نتیجہ برآمد ہوا ہے۔ کہ بین الاقوامی عدالت میں ایک ہندوستانی جج کو بھی شامل کر لیا جائے۔ حکومت امریکہ نے برطانی حکومت کی درخواست کو اس شرط پر منظور کر لیا ہے۔ کہ ججوں کی تعداد گیارہ کر دی جائے۔

لنڈن ۲ اپریل۔ حکومت برطانیہ کا وفد قاہرہ جانے والا ہے۔ تاکہ مصر و برطانیہ کے اس معاہدہ مودت کی نظر ثانی کے متعلق گفتگو کرے جو ۱۹۳۶ء میں ہوا تھا۔ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ارنسٹ بیون اس وفد کے سردار ہوں گے۔

پٹنہ ۲ اپریل۔ جیل سے رہا ہوتے ہی مسٹر جگلال چودھری بخط مستقیم سکرٹریٹ پہنچے۔ اور وزارتی مسند پر بیٹھ کر حلف اطاعت اٹھایا۔ آپ ڈرامائی انداز میں قیدی سے بہار کی کانگرسی حکومت کے چوتھے وزیر بن گئے۔ صحت عامہ اور آبکاری کا قلمدان آپ کے سپرد کر دیا جائے گا۔

نئی دہلی ۳ اپریل۔ نواب صاحب بھوپال کی وساطت سے کل مہاراجہ پٹیالہ نے مسٹر جناح سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ماسٹر تارا سنگھ مسٹر جناح سے ملے۔ اندازہ لگایا جاتا ہے۔ کہ یہ سرگرمیاں مسلم لیگ کے ساتھ سکھوں کی مفاہمت کرانے کے سلسلے میں ہو رہی ہیں۔ ماسٹر تارا سنگھ نے آج بیان کیا۔ کہ ہم متحدہ ہندوستان اور واحد آئین ساز حلقہ وار اسمبلی کے حامی ہیں۔ لیکن اگر پاکستان کا مطالبہ مان لیا گیا۔ تو اس صورت میں تو علیحدہ سکھ ریاست کا مطالبہ منوانے پر اصرار کریں گے۔

حیفا ۳ اپریل۔ کل رات عکری کے قریب حیفا اور سرحد لبنان کے درمیان ایک فوجی لاری بم پھٹنے سے اڑ گئی۔ متعدد سپاہی مجروح ہوئے۔ اسی اثناء میں جنوب کی طرف سے گولیاں چلنے اور دھماکوں کی آواز آئی۔ ایک اور اطلاع کے مطابق ایک پولیس سٹیشن پر حملہ کیا گیا۔ اس علاقہ میں آسمان آگ کے شعلوں سے جگمگا اٹھا قریباً ایک گھنٹہ تک گولیاں چلنے کی آوازیں آتی رہیں۔ کل رات فلسطین میں دھماکوں سے تین ریلوے پل اڑ گئے۔ جن سے لبنان اور مصر کی طرف جانے والی ریلوے لائنیں کٹ گئیں۔ ایک پولیس سٹیشن پر حملہ سے ایک عرب پولیس افسر اور ایک کانسٹیبل معمولی طور پر زخمی ہوئے۔

لاہور ۳ اپریل پولیس نے ایک مسلمان محمد رمضان کے خلاف مقدمہ درج کیا ہے ملزم کے خلاف یہ الزام ہے۔ کہ اس نے اپنی والدہ کی موت کا بہانہ کر کے کفن کے واسطے لٹھا خریدا۔ اور اسے بلیک مارکیٹ میں فروخت کر دیا۔

دہلی ۳ اپریل گاندھی جی نے پٹھانوں سے کہا۔ کہ ہندوستان کی آزادی کے ساتھ آپ کو یہ توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ کہ آپ کے ساتھ ویسا ترجیحی سلوک روا رکھا جائے گا۔ جو برطانی حکومت کے عہد میں رکھا جاتا تھا۔ ایسی مراعات حاصل کرنا غلط تھا جو کروڑوں ہندوستانیوں کو حاصل نہ تھیں۔

سان فرانسسکو ۳ اپریل اس وقت تک ۱۴۰ لاشیں سمندر سے دستیاب ہو چکی ہیں۔ ہزاروں اشخاص بے خانماں ہیں ۱۰ سے ۲۰ ملین ڈالر کے نقصانات کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ سمندر کی تہ میں ابھی زلزلے جاری ہیں۔ طوفانی موجیں سان فرانسسکو کے ساحل سے ٹکرا رہی ہیں۔ ۱۳ کم عمر طلباء بہ گئے ہیں دو بچے اور ایک ٹیچر ایک گھنٹہ تک موجوں میں بہنے کے بعد خیریت سے ساحل پر پہنچ گئے۔

نئی دہلی ۳ اپریل۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری نوابزادہ لیاقت علی خاں نے مولانا ابوالکلام آزاد کے ان الزامات کی پر زور تردید کی ہے کہ انتخابات نے سرکاری حکام نے مسلم لیگی امیدواروں کی امداد کی نوابزادہ لیاقت علی خاں نے کہا۔ کہ حقیقت یہ ہے کہ ہر کہیں مسلم لیگی امیدواروں کو صرف سرکاری مداخلت کا ہی مقابلہ کرنا نہیں پڑا۔ بلکہ ہندو سرمایہ دار [illegible] ہندو زمینداروں کے اثر و رسوخ کو ہر جگہ لیگی امیدواروں کو ناکام بنانے کے لئے کھلے چندوں استعمال کیا گیا پنجاب میں گورنر نے یونینسٹ امیدواروں کی حمایت میں اور مسلم لیگی امیدواروں کے خلاف تمام سرکاری مشینری کو استعمال کیا۔ اگر آزاد انتخابات ہوتے تو مرکزی اسمبلی کے انتخابات کی طرح مسلم لیگ کو صوبائی انتخابات میں بھی سو فیصدی کامیابی حاصل ہوتی۔

امرتسر ۳ اپریل۔ سونا تیار ۱۰۲/۱۲ فارورڈ ۹۹/۱۲ دیسی سونا ۱۰۰/۱۲ پونڈ ۹۸/۰ چاندی ۹۹۹ ۱۶۲/۰/۰ چاندی فارورڈ ۱۶۲/ چاندی تیار ۱۶۳/ چاندی تبدیلی ۱۵۷

بٹاویہ ۳ اپریل۔ انڈونیشیا [illegible] سٹر شہریار [illegible] جاپانی جاسوس موجود ہیں۔ جاپانیوں کو [illegible]